مولانا محمد تقی امینی

(۲۴)

اللہ کی ہدایت اور اس کے لانیوالوں سے روگردانی اور اُن کے ساتھ دشمنی کا انجام

قرآن میں کئی جگہ فرشتوں کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ کیا ہیں؟ کیسے ہیں! کا ذکر نہیں ہے۔ ان سے متعلق جو کام بتائے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مستقل وجود ہے اور وہ "مخلوق" ہیں۔ اللہ کی قدرت، قوّت یا اس کی کسی صفت کا نام " فرشتہ" نہیں پڑگیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود حیوان اور انسان جیسا نہیں ہے بلکہ ان سے بلند و برتر ہے۔ یہ خاکی ہیں تو وہ نوری ہیں، یہ مادّی ہیں تو وہ غیر مادّی ہیں۔ مختلف کاموں کی جس طرح فرشتوں کی طرف کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسبت صرف اللہ کی قدرت، قوّت یا اس کی کسی صفت کی طرف نہیں ہے بلکہ مستقل وجود اور مخلوق کی طرف ہے۔

جن بعض مفسّرین نے فرشتوں کے وجود اور ان کے مستقل مخلوق ہونے سے انکار کیا ہے انہوں نے قرآن کے اندازِ بیان پر غور نہیں کیا ہے ورنہ فرشتوں کی مستقل حیثیت تسلیم کرنے میں دشواری نہ ہوتی۔ قرآن کے علاوہ بہت سی حدیثوں میں فرشتوں کے کام کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، جن کو نظر انداز کرنا آسان نہیں ہے۔ راقم الحروف نے " حدیث کا درایتی معیار" میں "سفارت" کے تحت فرشتوں پر بحث کی ہے، اس کو بھی دیکھ لینا چاہیے۔ آگے کی آیتوں سے ثابت ہوتے والی چند باتیں یہ ہیں

۱۔ ہدایت لانے والوں سے روگردانی یا اُن کے ساتھ دشمنی زندگی کو مایوس و نامراد بنا دیتی ہے اور اللہ کی طرف سے آئی ہوئی خوشخبری اور اس کی رہنمائی سے محروم کر دیتی ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○

آپ کہہ دیجئے جو کوئی بھی جبرئیل کا دشمن ہو (تو اس سے ان کا کیا نقصان ہے؟) جبرئیل نے تو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر قرآن اتارا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور اس میں ایمان والوں کے لیے ہدایت و خوشخبری ہے۔

لہ یہودیوں کے یہاں حضرت جبرئیلؑ سے دشمنی کی کئی وجہیں تھیں:

(ا) یہودی زیادہ دن زندہ رہنے کے بڑے حریص تھے اور جبرئیلؑ کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ روحوں کو قبض کرتے ہیں۔

(ب) ان کا خیال تھا کہ ہمارے پہلے لوگوں پر جو اللہ کا عذاب آتا رہا اس کے لانے والے جبرئیلؑ تھے۔

(ج) قرآن جو ان کی زندگی پر تنقید کرتا ہے اور ان کی خوش فہمیوں اور خود فریبیوں کا پردہ چاک کرتا ہے اس کے لانے والے جبرئیلؑ ہیں۔

قرآن نے یہاں صرف تیسری بات کا جواب دیا ہے جس کا یہ موقع ہے۔ وہ یہ کہ اس میں جبرئیلؑ کا کیا قصور ہے۔ وہ تو اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ اور اللہ ہی کے حکم سے انہوں نے کسی کمی بیشی کے بغیر قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔ پھر قرآن ایسا بھی نہیں ہے کہ اس سے وحشت ہو وہ تو سرتاپا ہدایت و بشارت ہے اور پہلے جو ان کے پاس آچکا ہے اس کو جھٹلاتا نہیں ہے بلکہ ان سب کی تصدیق کرتا ہے

۲۔ ہدایت لانے والوں کا آپس میں ایسا تعلق ہے کہ ان میں کسی ایک کا انکار یا اس کے ساتھ دشمنی سب کے انکار یا اس کے ساتھ دشمنی تک پہنچا دیتی ہے جس کے بعد انسان کی پرواز کے لیے کوئی آسمان نہیں رہتا۔ وہ دنیا کے پنجرہ میں بند ہو کر رہ جاتا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ
فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ○

جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل
کا دشمن ہو[ے] تو ایسے کافروں کا اللہ دشمن ہے۔

ے یہ سب ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ انہیں کے ذریعے اللہ انسان کی فکر و نظر کو وسیع کرتا ہے۔ اُس دنیا کی خبر دیتا ہے جس تک عقل کی پہنچ نہیں ہے۔ انہیں کے ذریعے اللہ موجودہ دنیا کا انتظام چلاتا ہے۔ اس میں قانون نافذ کرتا ہے اور ہدایتیں بھیج کر بندوں کو زندگی کے راز و انجام سمجھاتا ہے اور زندہ رہنے کے اصول اور طریقے سکھاتا ہے۔ لازمی طور سے ان کے ساتھ دوستی اللہ سے دوستی اور ان کے ساتھ دشمنی اللہ سے دشمنی قرار پائیگی۔

قرآن میں حضرت جبریل و میکائیل دو فرشتوں کے نام آتے ہیں لیکن حدیث میں دوسرے فرشتوں کے نام اور کام کا ذکر بھی ہے۔ اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعے دنیا کا جو انتظام بتایا ہے۔ اس میں قدم قدم پر فرشتوں کی مدد کا تذکرہ ہے۔ زمین کی آبادکاری اس کی تعمیر و ترقی اس کا نظم و انتظام چلانے اور اس میں اللہ کا قانون نافذ کرنے وغیرہ ان میں کونسا کام ایسا ہے جو فرشتوں کی مدد کے بغیر انجام پاتا ہو۔ یوں سمجھئے کہ دنیا کا انتظام چلانے کے لئے دو قسم کی تدبیروں کی ضرورت ہے (۱) زمینی تدبیر اور (۲) آسمانی تدبیر۔ فرشتوں کے سپرد یہی آسمانی تدبیر ہے۔ پھر ان دونوں سے اوپر اللہ کی مرضی و مشیت اور اس کا حکم و فیصلہ ہے۔ جو ان دونوں کو کنٹرول کرتا اور کنٹرول میں رکھتا ہے۔ اگر اللہ کی قوت اور قدرت کو فرشتوں کا نام دے دیا گیا، جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے تو پھر دنیا کا انتظام چلانے میں اللہ کی حیثیت عضوِ معطل کی رہ جاتی ہے۔ بلکہ اس کی شان "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ" (وہ ہر دن ایک کام میں ہے) کی ہے۔

۳۔ ہدایت کی کھلی ہوئی آیتوں سے انکار بے راہ رو اور آزاد لوگ کرتے ہیں جن کے قول و قرار میں مضبوطی نہیں رہتی اور عہد و پیمان میں جماؤ نہیں رہ جاتا ہے جس کے بعد انسان اپنی حیثیت اور قدر و منزلت سے گر جاتا ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ○
اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اور ہم نے آپ کی طرف کھلی ہوئی آیتیں[۲] اتاری ہیں اور اس سے فاسق ہی[۳] انکار کرتے ہیں۔ کیا جب بھی کوئی عہد باندھیں گے تو ان میں کا ایک گروہ اس کو پھینک دے گا بلکہ ان میں کی اکثریت ایمان ہی نہیں رکھتی ہے[۵]

۲ؔ کھلی ہوئی آیتوں سے قرآن کی آیتیں مراد ہیں جن میں زندگی کی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں اور زندہ رہنے کے طور طریقے سکھائے گئے ہیں۔ ان آیتوں میں نبوت و رسالت کے کارنامے بھی شامل ہیں۔

۳ؔ فاسق سے اس جگہ بے راہ رو اور آزاد لوگ مراد ہیں جو قاعدہ قانون کی پابندی سے اپنے کو آزاد رکھتے ہیں۔

۵ؔ یہ فاسق اور بے راہ لوگوں کی زندگی کی خاصیت کا ذکر ہے کہ جب کبھی بھی وہ دین کی پابندی کے لئے عہد و پیمان باندھتے ہیں اور قول و قرار کرتے ہیں تو اس پر وہ قائم نہیں رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودی اس صورت حال کی مثال پیش کر رہے تھے اس لئے بطور مثال ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ہر گری ہوئی اور پست قوم میں یہی صورت حال دیکھی جاتی ہے۔

نشر القرآن کیسٹ سیریز ۳۶ کے

ماڈل ٹاؤن، لاہور

دین کے انتہائی اہم اور بنیادی موضوع

حقیقت و اقسام شرک پر ڈاکٹر اسرار احمد

کے ایک ایک گھنٹے کے چھ لیکچرز جو C-60 کے چھ کیسٹوں میں دستیاب ہیں

ہدیہ پاکستانی کیسٹ -/۱۰۰ روپے (جاپانی کیسٹ) -/۱۹۰ روپے مع محصول ڈاک

تین سو سے زائد عنوانات پر مشتمل فہرست طبع شدہ موجود ہے۔ خط لکھ کر طلب فرمائیں